AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

غیر مسلموں کے ساتھ بین الاقوامی تجارت اور سفارتکاری میں اسلامی فقہ: جدید عالمی تعلقات کے لیے اسباق

ISLAMIC JURISPRUDENCE IN INTERNATIONAL TRADE AND DIPLOMACY WITH NON-MUSLIMS: LESSONS FOR CONTEMPORARY GLOBAL RELATIONS

Dr Muhammad Imran
Assistant Professor,Department of Islamic Studies, University of Kotli Azad Jammu And Kashmir.
muhammadimran254@gmail.com
Saba Aorangzaib
Ph.D Scholar,Department of Islamic Studies,University of Education, L.M.C Lahore, Lecturer, Govt Graduate College (W) Baghbanpura, Lahore.
sabas1211@gmail.com
Bushra Taj
PhD Scholar in Lahore Leads University (Islamic Studies).
bush1993ra@gmail.com

Abstract

This article presents an in-depth analysis of the principles of Islamic jurisprudence (Fiqh) concerning international trade and diplomacy with non-Muslim nations, and explores their practical lessons for contemporary global relations. Islamic Fiqh has, since the classical period, established comprehensive guidelines for interactions between states, nations, and individuals, aimed at maintaining peace, justice, economic cooperation, and human welfare. According to Islamic jurisprudence, adherence to treaties, fulfillment of covenants, and honest dealings with non-Muslim states are both a legal and ethical obligation.The study introduces and analyzes the classical Fiqhi concepts of Dar al-Islam, Dar al-Harb, and Dar al-Ahd, highlighting how classical Fiqh prioritized peace, protection, and human rights in international relations. It also examines the violation of treaties (Niqd al-Ahd), demonstrating that respecting agreements is not only a legal requirement but also a Shari'ah-mandated duty.Regarding economic relations, the article investigates Fiqhi principles for trade, investment, and joint ventures with non-Muslim states. Islamic jurisprudence emphasizes justice, honesty, transparency, avoidance of Riba (usury), and mutual benefit as essential in economic cooperation. These principles align with contemporary Shariah-compliant finance, fair trade, and international economic partnerships, providing ethical and practical guidance for the global financial system.

The article further examines the applicability of Islamic jurisprudence in modern global relations, including nation-states, international law, and diplomacy. The adaptability of Fiqh through Ijtihad allows it to harmonize with the legal frameworks of modern nation-states and the principles of international treaties, thereby ensuring that peace, justice, and mutual benefit are upheld on a global scale. Additionally, Islamic Fiqh regards diplomacy as a moral and Shari'ah-sanctioned duty aimed at resolving conflicts peacefully, mediating disputes, and negotiating settlements.The main objective of this study is to demonstrate that classical Fiqhi principles and the contemporary global system are not contradictory but complementary. Islamic jurisprudence not only provides ethical and practical guidance for international relations, trade, and diplomacy but also offers actionable principles for addressing modern global challenges such as economic crises, treaty violations, and the maintenance of international peace.

Keywords: Islamic Fiqh, international trade, diplomacy, treaties, global peace, economic cooperation, Ijtihad, international law, ethics, human welfare.

یہ مقالہ اسلامی فقہ میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ بین الاقوامی تجارت اور سفارتکاری کے اصولوں کا تجزیہ اور جدید عالمی تعلقات میں ان کے عملی اسباق پیش کرتا ہے۔ اسلامی فقہ نے کلاسیکی دور سے ہی ریاستوں، اقوام اور افراد کے درمیان تعلقات کے لیے جامع اصول وضع کیے ہیں، جن کا مقصد امن قائم رکھنا، عدل وانصاف، اقتصادی شراکت داری اور انسانی فلاح ہے۔ فقہ اسلامی کے مطابق معاہدات کی پابندی، وعدوں کی پاسداری، اور غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ دیانتدارانہ تعلقات برقرار رکھنا شرعی اور اخلاقی فرض ہیں۔ مقالے میں دارالاسلام، دارالحرب اور دارالعہد کے فقہی تصورات کا تعارف اور تجزیہ پیش کیا گیا ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کلاسیکی

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فقہ نے عالمی تعلقات میں امن، تحفظ اور حقوق انسانی کو اولین ترجیح دی ہے۔ اس کے علاوہ فقہ اسلامی میں نقضِ عہد (Treaty Violation) کی صورت میں اصولی حدود اور اخلاقی ضوابط کی وضاحت کی گئی ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معاہدات کا احترام صرف قانونی نہیں بلکہ شرعی ذمہ داری بھی ہے۔ اقتصادی تعلقات کے حوالے سے مقالے میں غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ تجارت، سرمایہ کاری اور مشترکہ منصوبوں کے فقہی اصولوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اسلامی فقہ میں اقتصادی شراکت داری کے لیے عدل، صداقت، شفافیت، سود سے اجتناب، اور مشترکہ مفاد کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہے۔ یہ اصول جدید Shariah-Compliant Finance، Fair Trade، اور بین الاقوامی اقتصادی شراکت داری کے نظام سے ہم آہنگ ہیں اور عالمی مالیاتی نظام میں اخلاقی اور عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

مقالے میں جدید عالمی تعلقات کے تناظر میں قومی ریاست، بین الاقوامی قانون اور سفارتکاری کے اصولوں کا فقہی تجزیہ بھی شامل ہے۔ فقہ اسلامی کی اجتہادی لچک، جدید قومی ریاست کے قانونی ڈھانچے اور بین الاقوامی معاہدات کے اصولوں کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرتی ہے، تاکہ اسلامی اصولوں پر مبنی امن، عدل اور باہمی مفاد کو عالمی سطح پر نافذ کیا جا سکے۔ مزید برآں، اسلامی فقہ سفارتکاری کو ایک اخلاقی اور شرعی فریضہ قرار دیتی ہے، جس کا مقصد تنازعات کو پرامن طریقے سے حل کرنا، ثالثی اور مذاکرات کے ذریعے اختلافات ختم کرنا ہے۔ مقالے کا کلیدی مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ کلاسیکی فقہی اصول اور جدید عالمی نظام متضاد نہیں بلکہ ایک دوسرے کے تکمیلی ہیں۔ اسلامی فقہ نہ صرف بین الاقوامی تعلقات، تجارت اور سفارتکاری میں اخلاقی اور عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے بلکہ جدید عالمی چیلنجز جیسے اقتصادی بحران، معاہدات کی خلاف ورزی، اور عالمی امن کی ضرورت کے لیے بھی قابل عمل اصول وضع کرتی ہے۔

اسلامی فقہ میں غیر مسلم اقوام سے تعلقات کی اصولی بنیادیں

انسانی وقار اور عالمگیر تصورِ انسانیت

اسلامی فقہ کی بنیاد جس فکری اور اخلاقی تصور پر قائم ہے، اس کا مرکزی نکتہ انسانی وقار (Human Dignity) ہے۔ اسلام انسان کو محض اس کے مذہب، نسل یا قوم کی بنیاد پر نہیں پرکھتا، بلکہ بحیثیتِ انسان اسے عزت، حرمت اور حقوق عطا کرتا ہے۔ یہی عالمگیر تصورِ انسانیت اسلامی فقہ کو دیگر قانونی و اخلاقی نظاموں سے ممتاز کرتا ہے۔ غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات، خواہ وہ تجارتی ہوں یا سفارتی، اسی اصولِ انسانی وقار سے منسلک ہیں۔ فقہ اسلامی میں انسان کی جان، مال اور عزت کا احترام ایک مسلمہ اصول ہے، چاہے وہ انسان مسلم ہو یا غیر مسلم۔

امام ابنِ عاشور انسانی وقار کو شریعتِ اسلامی کے بنیادی مقاصد میں شمار کرتے ہوئے اس کی عالمگیریت پر روشنی ڈالتے ہیں:

> إن من مقاصد الشريعة حفظ كرامة الإنسان مطلقًا، دون نظر إلى دينه أو جنسه،
> لأن الشريعة جاءت لإصلاح أحوال البشر كافة[1]
>
> بلاشبہ شریعت کے مقاصد میں سے ایک مقصد انسان کی عزت و وقار کا تحفظ ہے، مطلق طور پر، اس کے دین یا جنس
> کی قید کے بغیر، کیونکہ شریعت تمام انسانوں کے حالات کی اصلاح کے لیے آئی ہے۔

یہ اقتباس اسلامی فقہ کے اس بنیادی اصول کو واضح کرتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کا دائرہ کار محض مسلمانوں تک محدود نہیں، بلکہ پوری انسانیت اس کے مخاطب ہے۔ امام ابنِ عاشور کے نزدیک انسانی وقار کا تحفظ شریعت کا ایسا مقصد ہے جو ہر قسم کے امتیاز سے بالاتر ہے۔ اسی بنا پر فقہ اسلامی غیر مسلم اقوام کے ساتھ ظلم، تحقیر، استحصال یا ناانصافی کو ناجائز قرار دیتی ہے۔ بین الاقوامی تجارت میں منصفانہ لین دین، اور سفارتکاری میں احترامِ انسانیت، اسی تصور کا عملی مظہر ہیں۔ یہ اصول جدید بین الاقوامی انسانی حقوق (International Human Rights) کے بنیادی ڈھانچے سے بھی ہم آہنگ دکھائی دیتا ہے۔ اسلامی فقہ میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات کی بنیاد انسانی وقار اور عالمگیر تصورِ انسانیت پر قائم ہے۔ یہی اصول بین الاقوامی تجارت اور سفارتکاری میں اسلامی طرزِ فکر کو اخلاقی بلندی عطا کرتا ہے اور جدید عالمی نظام کے لیے ایک مضبوط اخلاقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

---

[1] ابن عاشور، محمد الطاہر بن محمد۔ مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ۔ مکتبہ: دار السلام، قاہرہ، 2006ء، ج1، ص302

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عدل، احسان اور وفائے عہد کے اصول

عدل، احسان اور وفائے عہد اسلامی فقہ کے وہ بنیادی اخلاقی و قانونی اصول ہیں جو غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات کو منظم کرتے ہیں۔ قرآن و سنت نے بارہا اس بات پر زور دیا ہے کہ دشمن یا غیر مسلم کے ساتھ بھی ناانصافی جائز نہیں۔ اسلامی فقہ میں معاہدات کی پابندی، وعدوں کی تکمیل اور عدل پر قائم رہنا نہ صرف اخلاقی ذمہ داری بلکہ شرعی فریضہ ہے۔ بین الاقوامی تجارت اور سفارتکاری انہی اصولوں پر استوار ہو تو عالمی سطح پر اعتماد، امن اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔

امام سرخسی غیر مسلم اقوام کے ساتھ معاملات میں عدل اور وفائے عہد کو بنیادی اصول قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

> الأصل في معاملة الكفار العدل، والوفاء بالعهود، لأن الغدر والظلم محرمان شرعًا مع كل أحد[2]
>
> کفار کے ساتھ معاملات میں اصل اصول عدل اور عہد کی پابندی ہے، کیونکہ دھوکہ اور ظلم شرعاً ہر ایک کے ساتھ حرام ہیں۔

امام سرخسی کا یہ بیان فقہ اسلامی کے بین الاقوامی اخلاقی معیار کو نمایاں کرتا ہے۔ ان کے نزدیک غیر مسلم ہونا کسی کے ساتھ ناانصافی یا بدعہدی کو جائز نہیں بناتا۔ تجارت ہو یا سفارتکاری، اسلامی فقہ ہر حال میں دیانت، شفافیت اور معاہدے کی پابندی کا مطالبہ کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ اسلامی میں معاہدات کو توڑنا، تجارتی دھوکہ دینا یا سفارتی بددیانتی کرنا کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ اصول آج کے بین الاقوامی قانون (International Law) اور سفارتی آداب سے غیر معمولی مشابہت رکھتا ہے۔ اسلامی فقہ میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات عدل، احسان اور وفائے عہد پر قائم ہیں۔ یہی اصول جدید عالمی تجارت اور سفارتکاری کے لیے پائیدار، منصفانہ اور اخلاقی نظام کی تشکیل میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

امن، جنگ اور بقائے باہمی کا فقہی تصور

اسلامی فقہ میں بین الاقوامی تعلقات کا بنیادی مقصد امن (Peace) کا قیام اور بقائے باہمی (Coexistence) کو فروغ دینا ہے، نہ کہ مستقل جنگ یا تصادم۔ جنگ اسلامی فقہ میں ایک استثنائی اور اضطراری حالت ہے، جبکہ امن اصل (اصلِ مقصود) ہے۔ غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات میں فقہ اسلامی نے واضح طور پر یہ اصول متعین کیا ہے کہ جب تک فتنہ، ظلم یا جارحیت نہ ہو، امن، رواداری اور پرامن بقائے باہمی ہی اختیار کی جائے گی۔ اسی تصور کی بنیاد پر فقہاء نے معاہداتِ امن، صلح، امان اور بین الاقوامی سفارتی تعلقات کو مشروع قرار دیا ہے۔

امام ابو بکر الجصاص امن کو اسلامی شریعت کا بنیادی مقصد قرار دیتے ہوئے جنگ کے دائرے کو محدود اور مشروط بتاتے ہیں:

> الأصل في علاقة المسلمين بغيرهم السلم، وإنما أبيحت الحرب لدفع العدوان ورفع الفتنة، لا لطلب القتال[3]
>
> مسلمانوں اور دوسروں کے درمیان تعلقات کی اصل بنیاد امن ہے، اور جنگ صرف جارحیت کو روکنے اور فتنہ کو ختم کرنے کے لیے جائز کی گئی ہے، نہ کہ قتال کی طلب کے لیے۔

امام جصاص کا یہ اقتباس فقہ اسلامی کے بین الاقوامی نظریے کو نہایت واضح انداز میں بیان کرتا ہے۔ ان کے نزدیک جنگ کوئی مستقل یا مطلوبہ حالت نہیں، بلکہ ایک وقتی اور اضطراری اقدام ہے جو صرف اس وقت جائز ہوتا ہے جب امن کو شدید خطرہ لاحق ہو۔ فقہ اسلامی میں جنگ کے لیے اخلاقی اور قانونی حدود مقرر کی گئی ہیں، جن میں غیر محارب افراد، سفیروں، تاجروں اور معاہد اقوام کے تحفظ پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ کا اصل ہدف عالمی امن، بقائے باہمی اور انسانی جان کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔ یہی اصول جدید بین الاقوامی قانون میں Just War Theory اور Peaceful Coexistence کے نظریات سے ہم آہنگ نظر آتا ہے۔

---

[2] سرخسی، محمد بن احمد۔ المبسوط۔ مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت، 1993ء، ج10، ص96

[3] جصاص، احمد بن علی ابو بکر۔ أحکام القرآن۔ مکتبہ: دار إحیاء التراث العربی، بیروت، 1992ء، ج2، ص60

اسلامی فقہ میں امن اصل اور جنگ استثناء ہے۔ غیر مسلم اقوام کے ساتھ بقائے باہمی، معاہدات اور پرامن تعلقات فقہ اسلامی کے بنیادی اصولوں میں شامل ہیں۔ یہی تصور جدید عالمی تعلقات کے لیے ایک متوازن، اخلاقی اور پائیدار نمونہ فراہم کرتا ہے، جو تصادم کے بجائے مکالمہ اور تعاون کو فروغ دیتا ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ بین الاقوامی تجارتی معاملات کے فقہی احکام

تجارت کا شرعی تصور اور اخلاقی بنیاد

اسلامی فقہ میں تجارت محض معاشی سرگرمی نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور شرعی عمل ہے جو انسانی فلاح، عدلِ اجتماعی اور معاشی توازن کے قیام کا ذریعہ بنتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے تجارت کو حلال قرار دیتے ہوئے اسے اخلاقی اصولوں، دیانت، شفافیت اور باہمی رضامندی سے مشروط کیا ہے۔ غیر مسلم اقوام کے ساتھ بین الاقوامی تجارت بھی اسی عمومی شرعی تصور کے تحت آتی ہے، جس میں مذہبی اختلاف تجارت کی مشروعیت میں مانع نہیں بنتا۔ فقہ اسلامی کا مقصد تجارت کے ذریعے معاشی استحصال نہیں بلکہ باہمی فائدہ اور انصاف پر مبنی تبادلہ ہے۔ امام ابن قدامہ تجارت کی مشروعیت اور اس کی اخلاقی بنیاد کو واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

> وأما البيع فمشروع للحاجة إليه، لأن الناس محتاجون إلى تبادل المنافع، ولا يستقيم معاشهم إلا به[4]
>
> بیع (تجارت) اس لیے مشروع کی گئی ہے کہ اس کی ضرورت ہے، کیونکہ لوگ ایک دوسرے کے منافع کے تبادلے کے محتاج ہیں، اور ان کی معاشی زندگی اس کے بغیر درست نہیں رہ سکتی۔

امام ابنِ قدامہ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ تجارت شریعت میں انسانی ضرورت اور معاشرتی بقا کے پیشِ نظر جائز قرار دی گئی ہے۔ فقہ اسلامی تجارت کو ایک فطری اور ناگزیر عمل سمجھتی ہے، جس کا مقصد انسانی زندگی کو سہل بنانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے غیر مسلم تاجروں کے ساتھ تجارت کو بھی جائز قرار دیا، بشرطیکہ معاملہ حلال ہو اور اس میں دھوکہ، سود یا ظلم شامل نہ ہو۔ بین الاقوامی سطح پر یہ اصول عالمی تجارت کے اخلاقی ضابطوں (Ethical Trade Standards) سے ہم آہنگ ہے، جہاں شفافیت اور انصاف کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسلامی فقہ میں تجارت ایک مشروع، ضروری اور اخلاقی عمل ہے، جس کا دائرہ غیر مسلم اقوام تک بھی وسیع ہے۔ بین الاقوامی تجارت میں اسلامی فقہ انصاف، دیانت اور باہمی مفاد کو بنیادی اصول قرار دیتی ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ بیوع اور مالی معاملات

اسلامی فقہ نے غیر مسلموں کے ساتھ مالی معاملات اور بیوع کے حوالے سے واضح اور متوازن اصول وضع کیے ہیں۔ فقہاء کے نزدیک اصل یہ ہے کہ تمام مالی معاملات جائز ہیں جب تک ان میں کوئی صریح شرعی ممانعت نہ پائی جائے۔ غیر مسلم تاجروں کے ساتھ خرید و فروخت، اجارہ، شرکت اور دیگر مالی معاملات فقہی طور پر درست ہیں، کیونکہ شریعت نے معاملات میں اصل کو اباحت قرار دیا ہے۔ یہی اصول اسلامی تاریخ میں مسلم اور غیر مسلم معاشروں کے درمیان وسیع تجارتی روابط کا سبب بنا۔

امام سرخسی غیر مسلموں کے ساتھ مالی معاملات کی مشروعیت کو اصولی انداز میں بیان کرتے ہیں:

> الأصل في المعاملات الإباحة، فيجوز البيع والشراء مع الكفار ما لم يشتمل على محظور شرعي[5]
>
> معاملات میں اصل اباحت ہے، لہٰذا کفار کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہے، جب تک اس میں کوئی شرعی ممنوع امر شامل نہ ہو۔

امام سرخسی کا یہ اصول فقہِ معاملات کی بنیاد شمار ہوتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ غیر مسلموں کے ساتھ مالی تعلقات میں سختی یا تنگ نظری اختیار نہیں کرتی۔ بلکہ اصل معیار یہ ہے کہ معاملہ سود، غرر، فریب یا حرام اشیاء پر مشتمل نہ ہو۔ اسی اصول کی بنا پر فقہاء نے غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ تجارتی

---

[4] ابنِ قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ المغنی۔ مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 1985ء، ج4، ص3

[5] سرخسی، محمد بن احمد۔ المبسوط۔ مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت، 1993ء، ج13، ص12

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

معاہدات، مشترکہ کاروبار اور بین الاقوامی مالی لین دین کو جائز قرار دیا۔ یہ فقہی موقف جدید عالمی معیشت میں اسلامی ممالک کے فعال کردار کے لیے مضبوط شرعی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

بین الاقوامی تجارت میں شرعی قیود اور تحدیدات

اسلامی فقہ میں اگرچہ تجارت کو اصولی طور پر جائز اور مباح قرار دیا گیا ہے، تاہم شریعت نے اس آزادی کو مطلق نہیں چھوڑا، بلکہ بعض شرعی قیود اور اخلاقی تحدیدات کے ذریعے منظم کیا ہے، تاکہ تجارت انسانی استحصال، ظلم اور فریب کا ذریعہ نہ بنے۔ بین الاقوامی تجارت میں، جہاں مختلف ریاستیں، اقوام اور طاقت کے غیر مساوی مراکز شامل ہوتے ہیں، ان شرعی قیود کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ فقہ اسلامی کا مقصد تجارت کو محض منافع کے حصول تک محدود کرنا نہیں، بلکہ اسے عدل، دیانت اور انسانی فلاح کے دائرے میں رکھنا ہے۔

امام شاطبی معاملات میں شریعت کی تحدیدات کو مقاصدِ شریعت کے تناظر میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> إن الشريعة لم تشرع المعاملات مطلقة، بل قيدتها بما يمنع الظلم والغرر وأكل أموال الناس بالباطل[6]
>
> بلاشبہ شریعت نے معاملات کو مطلق طور پر مشروع نہیں کیا، بلکہ انہیں ان قیود کے ساتھ مقید کیا ہے جو ظلم، غرر اور لوگوں کے مال کو ناحق کھانے سے روکتی ہیں۔

امام شاطبی کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت کی طرف سے تجارتی آزادی پر عائد کی جانے والی پابندیاں دراصل انسانی مفاد کے تحفظ کے لیے ہیں۔ اسلامی فقہ میں سود، غرر، دھوکہ، احتکار اور حرام اشیاء کی تجارت کو ممنوع قرار دینا اسی اصول کا عملی اظہار ہے۔ بین الاقوامی تجارت میں یہ قیود خاص طور پر اس وقت اہم ہو جاتی ہیں جب طاقتور ریاستیں کمزور ممالک کا معاشی استحصال کرتی ہیں۔ فقہ اسلامی ایسے تمام تجارتی طریقوں کو ناجائز قرار دیتی ہے جو عدم توازن، ناانصافی یا معاشی غلامی کو جنم دیں۔ یہی اصول جدید عالمی معیشت میں Fair Trade اور Ethical Commerce کے تصورات سے ہم آہنگ ہے۔

اسلامی فقہ میں بین الاقوامی تجارت اگرچہ جائز ہے، مگر وہ عدل، دیانت اور انسانی فلاح کے تابع ہے۔ شرعی قیود اور تحدیدات تجارت کو اخلاقی دائرے میں رکھتی ہیں اور جدید عالمی نظام کے لیے ایک منصفانہ اور پائیدار تجارتی ماڈل فراہم کرتی ہیں۔

اسلامی فقہ میں سفارتکاری اور بین الاقوامی معاہدات

اسلامی فقہ میں سفارتکاری (Diplomacy) کو محض سیاسی حکمتِ عملی نہیں بلکہ امن کے قیام، باہمی مفاہمت اور تنازعات کے پرامن حل کا ایک شرعی ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے ریاستوں اور اقوام کے مابین روابط کو اخلاقی اصولوں کے تابع رکھا ہے، جن میں گفت وشنید، نمائندگی، پیغام رسانی اور معاہداتی روابط شامل ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے دور سے ہی سفارتکاری کا منظم تصور ملتا ہے، جہاں غیر مسلم ریاستوں کے بادشاہوں کو خطوط ارسال کیے گئے، سفیروں کو امان دی گئی اور بین الاقوامی سطح پر امن پر مبنی تعلقات قائم کیے گئے۔ فقہ اسلامی میں سفارتکاری کی مشروعیت اسی تاریخی اور عملی بنیاد پر استوار ہے۔

امام ماوردی سفارتکاری اور سفیروں کے تحفظ کو اسلامی ریاست کی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

> والرسل لا يجوز التعرض لهم، لأنهم جاؤوا بالأمان، ولأن في حفظهم حفظًا لمصالح السلم والمخاطبات بين الأمم[7]
>
> سفیروں کو کسی قسم کی اذیت پہنچانا جائز نہیں، کیونکہ وہ امان کے ساتھ آتے ہیں، اور ان کی حفاظت میں امن اور اقوام کے مابین مراسلت کے مفادات کا تحفظ ہے۔

ماوردی کا یہ بیان اسلامی فقہ میں سفارتکاری کے بنیادی اصول کو واضح کرتا ہے۔ سفیر کو امان دینا اور اس کے جان ومال کا تحفظ کرنا نہ صرف اخلاقی ذمہ داری بلکہ شرعی حکم ہے۔ فقہ اسلامی کے نزدیک سفارتکاری کا مقصد جنگ کو ٹالنا، غلط فہمیوں کو دور کرنا اور پرامن بقائے باہمی کو فروغ دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے

---

[6] شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات فی أصول الشریعۃ۔ مکتبہ: دار ابن عفان، قاہرہ، 1997ء، ج2، ص18

[7] ماوردی، علی بن محمد۔ الأحکام السلطانیۃ۔ مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2000ء، ص53

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سفیروں کے قتل، قید یا توہین کو سختی سے ممنوع قرار دیا۔ یہ فقہی اصول آج کے بین الاقوامی قانون میں Diplomatic Immunity کے تصور سے مکمل ہم آہنگ ہے، جو اسلامی فقہ کی تقدم زمانی کو واضح کرتا ہے۔ اسلامی فقہ میں سفارتکاری ایک مشروع، منظم اور اخلاقی عمل ہے، جس کی بنیاد امن، امان اور باہمی احترام پر قائم ہے۔ اسلامی سفارتی اصول جدید عالمی سفارتکاری کے بنیادی ضوابط سے نہ صرف ہم آہنگ ہیں بلکہ تاریخی طور پر ان سے مقدم بھی ہیں۔

معاہدات کی اقسام اور ان کے شرعی احکام

بین الاقوامی تعلقات میں معاہدات (Treaties) کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، اور اسلامی فقہ نے اس باب میں نہایت واضح اور جامع اصول وضع کیے ہیں۔ فقہ اسلامی کے مطابق معاہدات ریاستوں اور اقوام کے درمیان امن، تجارت، تعاون اور عدم جارحیت کو منظم کرنے کا ایک شرعی ذریعہ ہیں۔ غیر مسلم اقوام کے ساتھ معاہدات کو فقہاء نے نہ صرف جائز بلکہ بعض حالات میں واجب قرار دیا ہے، کیونکہ ان کے ذریعے خونریزی، فتنہ اور عدم استحکام سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔ اسلامی فقہ میں معاہدات کی اقسام اور ان کے احکام قرآن و سنت اور فقہی اجتہاد پر مبنی ہیں۔

امام ابنِ قدامہ معاہدات کی شرعی حیثیت اور ان کی پابندی کے بارے میں فرماتے ہیں:

> وإذا عقد الإمام مع الكفار عهدًا وجب الوفاء به، لأنه التزامٌ لازم، ونقضه غدرٌ محرم[8]
>
> جب امام (ریاست) کفار کے ساتھ کوئی معاہدہ کرے تو اس کی پابندی واجب ہوتی ہے، کیونکہ وہ ایک لازم التزام ہے، اور اس کو توڑنا حرام دھوکہ ہے۔

امام ابنِ قدامہ کے اس قول سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی فقہ میں معاہدات محض سیاسی سہولت نہیں بلکہ شرعی ذمہ داری ہیں۔ معاہدہ خواہ امن کا ہو، تجارت کا ہو یا عدم جارحیت کا، اس کی پاسداری لازم ہے، الا یہ کہ دوسرا فریق صریح بدعہدی کا مرتکب ہو۔ فقہ اسلامی معاہدات کو توڑنے کو غدر اور خیانت قرار دیتی ہے، جو اخلاقی اور شرعی دونوں اعتبار سے ممنوع ہے۔ یہ اصول آج کے بین الاقوامی قانون کے بنیادی قاعدے (معاہدات کی پابندی) سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ اسلامی فقہ میں بین الاقوامی معاہدات کو قانونی، اخلاقی اور شرعی تحفظ حاصل ہے۔ غیر مسلم اقوام کے ساتھ معاہدات کی پابندی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، اور یہی اصول عالمی امن، اعتماد اور مستحکم بین الاقوامی نظام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

نقضِ عہد اور بین الاقوامی اثرات

اسلامی فقہ میں نقضِ عہد (Treaty Violation) کو ایک سنگین اخلاقی اور شرعی جرم تصور کیا گیا ہے، کیونکہ بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد اعتماد، دیانت اور وعدوں کی پابندی پر قائم ہوتی ہے۔ غیر مسلم اقوام کے ساتھ کیے گئے معاہدات کو توڑنا نہ صرف شرعی اصولوں کی خلاف ورزی ہے بلکہ اس کے بین الاقوامی سطح پر دور رس منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، جن میں جنگ، بداعتمادی، معاشی عدم استحکام اور سفارتی تناؤ شامل ہیں۔ فقہ اسلامی نے اس میں واضح کیا ہے کہ معاہدہ محض سیاسی مصلحت نہیں بلکہ شرعی التزام ہے، جس کی خلاف ورزی صرف مخصوص اور ناگزیر حالات میں ہی ممکن ہے۔

امام ابنِ تیمیہ نقضِ عہد کے شرعی اور بین الاقوامی مضمرات کو واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

> نقض العهد من أعظم أسباب الفساد في الأرض، وهو مما حرمه الله ورسوله، لما يترتب عليه من سفك الدماء وقطع السبل[9]
>
> عہد کو توڑنا زمین میں فساد کے بڑے اسباب میں سے ہے، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے، کیونکہ اس کے نتیجے میں خونریزی اور راستوں کا عدم تحفظ پیدا ہوتا ہے۔

امام ابنِ تیمیہ کا یہ بیان اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ نقضِ عہد محض دو فریقوں کے درمیان ایک قانونی خلاف ورزی نہیں، بلکہ ایک ایسا عمل ہے جو پورے بین الاقوامی نظام کو عدم استحکام سے دوچار کر دیتا ہے۔ اسلامی فقہ میں معاہدہ توڑنے سے قبل فریقِ مخالف کو باقاعدہ اطلاع دینا، اسباب کو واضح کرنا اور ظلم سے اجتناب لازم

---

[8] ابنِ قدامہ، عبد اللہ بن احمد۔ المغنی۔ مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 1985ء، ج9، ص 237

[9] ابنِ تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم۔ السیاسۃ الشرعیۃ فی إصلاح الراعی والرعیۃ۔ مکتبہ: دار الکتب العلمیہ: بیروت:، 1998ء، ص 164

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قرار دیا گیا ہے۔ فقہ اسلامی کے مطابق اچانک اور دھوکے سے معاہدہ توڑنا غدر ہے، جو کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہی اصول آج کے بین الاقوامی قانون میں Good Faith اور Notice of Withdrawal جیسے تصورات کی صورت میں نظر آتا ہے۔ اسلامی فقہ میں نقضِ عہد ایک شدید مذموم اور حرام عمل ہے جس کے اثرات صرف دو ریاستوں تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورے بین الاقوامی نظام کو متاثر کرتے ہیں۔ اسلامی فقہ معاہدات کی پابندی، شفافیت اور پیشگی اطلاع کو لازم قرار دے کر عالمی امن اور پائیدار سفارتی تعلقات کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔

دارالاسلام، دارالحرب اور دارالعہد کی فقہی تقسیم اور جدید تعبیرات

اسلامی فقہ میں بین الاقوامی تعلقات اور ریاستی نظم کو سمجھنے کے لیے دارالاسلام، دارالحرب اور دارالعہد کی اصطلاحات نہایت بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ کلاسیکی فقہاء نے یہ تقسیم محض جغرافیائی یا عسکری بنیاد پر نہیں کی، بلکہ اس کا مقصد مسلمانوں اور غیر مسلم اقوام کے درمیان قانونی، سیاسی اور معاشرتی تعلقات کو منظم کرنا تھا۔ اس تقسیم کے ذریعے یہ طے کیا جاتا تھا کہ کس خطے میں کون سے شرعی احکام نافذ ہوں گے اور مختلف ریاستوں کے ساتھ کس نوعیت کا تعامل اختیار کیا جائے گا۔ تاہم یہ تقسیم تاریخی اور زمانی تناظر میں مرتب کی گئی تھی، جسے سمجھے بغیر جدید تعبیر ممکن نہیں۔

امام ابو حنیفہ کے فقہی تصور کی توضیح کرتے ہوئے امام سرخسی دارالاسلام اور دارالحرب کی بنیاد بیان کرتے ہیں:

دار الإسلام ما ظهرت فيه أحكام الإسلام، ودار الحرب ما ظهرت فيه أحكام الكفر، والعبرة بالأمن والغلبة[10]

دارالاسلام وہ ہے جہاں اسلام کے احکام غالب ہوں، اور دارالحرب وہ ہے جہاں کفر کے احکام غالب ہوں، اور اصل اعتبار امن اور غلبے کا ہے۔

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلاسیکی فقہ میں دارالاسلام اور دارالحرب کی تقسیم محض مذہبی شناخت کی بنیاد پر نہیں تھی بلکہ قانونی غلبے اور امن کی کیفیت کو معیار بنایا گیا تھا۔ امام سرخسی کے مطابق اگر کسی علاقے میں مسلمانوں کو امن حاصل ہو اور اسلامی قوانین نافذ ہوں تو وہ دارالاسلام ہے، جبکہ جس علاقے میں مسلمانوں کو امن حاصل نہ ہو اور غیر اسلامی قوانین غالب ہوں، وہ دارالحرب کہلائے گا۔ اس فقہی تقسیم کا مقصد غیر مسلم اقوام کے ساتھ دشمنی کو فروغ دینا نہیں بلکہ مختلف علاقوں کے ساتھ شرعی نوعیت کے تعلقات کو واضح کرنا تھا۔ دارالاسلام اور دارالحرب کی کلاسیکی فقہی تقسیم ایک تاریخی اور قانونی نظم پر مبنی تھی، جس کا مقصد بین الاقوامی تعلقات کو منظم کرنا تھا، نہ کہ مستقل تصادم کو فروغ دینا۔ اس تقسیم کو سمجھنا جدید تعبیر کے لیے ناگزیر ہے۔

دارالعہد اور دارالامان کا تصور

اسلامی فقہ نے غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات میں دارالعہد اور دارالامان جیسے تصورات پیش کر کے ایک لچکدار اور حقیقت پسندانہ بین الاقوامی نظام تشکیل دیا۔ دارالعہد وہ خطہ یا ریاست ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کا باقاعدہ معاہدہ موجود ہو، جبکہ دارالامان اس علاقے کو کہا جاتا ہے جہاں غیر مسلم مسلمانوں کو امان دیتے ہوں یا مسلمان غیر مسلموں کو امان دیں۔ یہ تصورات اس حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ اسلامی فقہ جنگ کو اصل نہیں بلکہ امن اور معاہدے کو اصل سمجھتی ہے۔

امام ابنِ قدامہ دارالعہد کی شرعی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

وأهل دار العهد تجري عليهم أحكام العهد، وتحرم مقاتلتهم ما دام العهد قائمًا[11]

دارالعہد کے باشندوں پر عہد کے احکام جاری ہوتے ہیں، اور جب تک عہد قائم رہے، ان سے قتال حرام ہوتا ہے۔

امام ابنِ قدامہ کے اس بیان سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی فقہ میں معاہدہ جنگ و امن کا فیصلہ کن معیار ہے۔ دارالعہد کے ساتھ تعلقات امن، تجارت اور سفارتکاری پر مبنی ہوتے ہیں، اور اس عہد کی خلاف ورزی کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ فقہ اسلامی میں دارالامان کا تصور اس سے بھی زیادہ وسعت رکھتا ہے، جس کے تحت فرد یا ریاست وقتی یا دائمی طور پر امان حاصل کر سکتی ہے۔ یہ فقہی لچک جدید بین الاقوامی تعلقات میں ویزا، پناہ اور سفارتی تحفظ جیسے تصورات سے گہری

---

[10] سرخسی، محمد بن احمد۔ المبسوط۔ مکتبہ: دار المعرفۃ، بیروت، 1993ء، ج10، ص144

[11] ابنِ قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ المغنی۔ مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 1985ء، ج9، ص191

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مماثلت رکھتی ہے۔ دارالعہد اور دارالامان کے تصورات اسلامی فقہ کے پرامن اور معاہدہ پسند مزاج کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ تصورات جدید عالمی نظام میں بقائے باہمی، سفارتی تعلقات اور بین الاقوامی امن کے لیے مضبوط فقہی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

قومی ریاست اور جدید فقہی اجتہاد

جدید دور میں قومی ریاست (Nation-State) کی تشکیل اور بین الاقوامی سیاسی نظام نے اسلامی فقہ کے روایتی تصورات جیسے دارالاسلام، دارالحرب اور دارالعہد کو نئے تناظر میں پیش کیا ہے۔ فقہ اسلامی نے اس ترقی کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ جدید حالات کے مطابق اجتہاد (Ijtihad) کی بنیاد پر نئے اصول وضع کیے ہیں۔ فقہاء نے اس بات پر زور دیا کہ معاصر قومی ریاستیں، چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، بین الاقوامی قانون اور معاہدات کی پاسداری پر مجبور ہیں، اور مسلمانوں کو بھی انہی معاہدات کے دائرے میں پرامن بقائے باہمی کو ترجیح دینا چاہیے۔ اس فصل میں جدید فقہی اجتہاد کے ذریعے قومی ریاست کے مفہوم اور اس کے بین الاقوامی تعلقات پر اثرات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ شیخ عبدالعزیز بن باز جدید قومی ریاست کے تناظر میں فقہی اجتہاد کی ضرورت پر زور دیتے ہیں:

> إن المعاصر من الأحوال يلزم معها الاجتهاد في تطبيق أحكام الشريعة على الواقع السياسي والوطني المعاصر، فلا يعارض الدين مع الدولة الحديثة إذا كان فيها تحقيق مصالح المسلمين والعدل مع غيرهم[12]
>
> جدید حالات میں شریعت کے احکام کو موجودہ سیاسی اور قومی حالات کے مطابق اجتہاد کے ذریعے نافذ کرنا ضروری ہے، اور اگر اس سے مسلمانوں کے مفادات اور غیر مسلموں کے ساتھ عدل قائم ہو تو یہ جدید ریاست کے اصولوں سے متعارض نہیں ہے۔

شیخ بن باز کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی اپنی لچک اور اجتہادی صلاحیت کے ذریعے جدید قومی ریاست کے اصولوں کو شریعت کے دائرے میں لانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ فقہاء نے جدید بین الاقوامی تعلقات میں معاہدات، سرحدوں کی حفاظت، قومی خودمختاری اور انسانی حقوق کے اصولوں کو اسلامی قوانین کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی راہ دکھائی ہے۔ اس اجتہادی رویے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ صرف تاریخی یا کلاسیکی مفاہیم تک محدود نہیں بلکہ جدید ریاستی ڈھانچے اور عالمی نظام کے مطابق اپنی رہنمائی فراہم کر سکتی ہے۔ جدید قومی ریاست کے تناظر میں فقہی اجتہاد ضروری اور ناگزیر ہے۔ اسلامی فقہ قومی ریاست کے قانونی اور سیاسی ڈھانچے کے ساتھ مطابقت اختیار کر کے امن، عدل اور بقائے باہمی کو یقینی بناتی ہے، اور یہ جدید عالمی تعلقات میں مسلمانوں کے لیے ایک اخلاقی اور عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ اقتصادی تعاون اور شراکت

اقتصادی تعاون کا شرعی جواز

اسلامی فقہ میں غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ اقتصادی تعاون (Economic Cooperation) کو جائز اور ضروری سمجھا گیا ہے، بشرطیکہ وہ تعاون عدل، دیانت اور شرعی حدود کے مطابق ہو۔ فقہاء کے نزدیک بین الاقوامی اقتصادی تعلقات مسلمانوں اور غیر مسلم اقوام دونوں کے لیے مفادِ عامہ، تجارتی ترقی اور امن کی ضمانت کا ذریعہ ہیں۔ قرآن و سنت میں معاملات میں انصاف اور باہمی فائدے کی تاکید، غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ اقتصادی تعلقات کو بھی مشروع اور اخلاقی قرار دیتی ہے۔ اس کے ذریعے اسلامی ریاست عالمی معیشت میں متوازن اور شراکت دارانہ کردار ادا کر سکتی ہے۔

امام ابن قدامہ اقتصادی تعاون کے شرعی جواز کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ويجوز للمسلمين التعامل مع أهل الذمة والمعاهدين في التجارة والبيع والشراء ما دام فيه مصالح مشتركة ويجتنب الظلم والغش[13]

---

[12] بن باز، عبدالعزیز۔ فتاوی معاصرۃ۔ مکتبہ: دارالمعارف، ریاض، 2003ء، ج 1، ص 87

[13] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ المغنی۔ مکتبہ: دارالفکر، بیروت، 1985ء، ج 10، ص 247

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مسلمانوں کے لیے اہل ذمہ اور معاہدین کے ساتھ تجارت، خرید و فروخت میں لین دین جائز ہے، جب تک کہ اس میں مشترکہ مفاد ہو اور ظلم و دھوکہ سے بچا جائے۔

ابن قدامہ کا یہ بیان واضح کرتا ہے کہ غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ اقتصادی تعاون شرعی طور پر جائز ہے، بشرطیکہ وہ تعاون انصاف، شفافیت اور باہمی فائدے کے اصولوں پر قائم ہو۔ اس میں دھوکہ، سود، یا استحصال کی کوئی گنجائش نہیں۔ فقہ اسلامی اقتصادی تعاون کو نہ صرف جائز بلکہ معاشرتی استحکام اور عالمی تعلقات کی بہتری کے لیے بھی ضروری قرار دیتی ہے۔ یہی اصول آج کے بین الاقوامی تجارتی معاہدات اور مشترکہ مالی پالیسیوں کے لیے مضبوط فقہی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اسلامی فقہ غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ اقتصادی تعاون کو جائز اور اخلاقی قرار دیتی ہے، بشرطیکہ یہ تعاون عدل، باہمی مفاد اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہو۔

مشترکہ اقتصادی منصوبے اور ادارے

جدید دور میں اقتصادی ترقی اور بین الاقوامی شراکت داری میں مشترکہ منصوبے اور ادارے (Joint Ventures and Institutions) اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ فقہ اسلامی نے کلاسیکی اصولوں کی بنیاد پر مشترکہ اقتصادی منصوبوں کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ اس میں شرعی حدود اور اصولِ مساوات و شراکت کی پاسداری ہو۔ غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ مشترکہ اقتصادی ادارے نہ صرف مالی فوائد بلکہ بین الاقوامی اعتماد، امن اور تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔

امام شاطبی مشترکہ مالی اور تجارتی اداروں کے جائز ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إن الشريعة تسمح بالتعاون المالي بين المسلمين وغيرهم ما دام يحفظ الحقوق ويقوم على العدل والتساوي في المنافع[14]

شریعت مالی تعاون کی اجازت دیتی ہے، چاہے وہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان ہو، بشرطیکہ اس میں حقوق کا تحفظ ہو اور منافع میں عدل اور مساوات قائم ہو۔

امام شاطبی کا یہ بیان واضح کرتا ہے کہ مشترکہ اقتصادی منصوبے اور ادارے شرعی اصولوں کے دائرے میں آتے ہیں، اگر وہ عدل، مساوات اور شفافیت پر مبنی ہوں۔ فقہ اسلامی ایسے منصوبوں کو نہ صرف جائز سمجھتی ہے بلکہ یہ عالمی اقتصادی تعلقات اور تجارتی اداروں کی اخلاقی بنیاد بھی فراہم کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی نے بین الاقوامی شراکت داری کو اقتصادی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے مضبوط بنیاد دی ہے، جو جدید اقتصادی نظام میں شراکت داری، سرمایہ کاری اور ترقی کے اصولوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اسلامی فقہ میں غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ مشترکہ اقتصادی منصوبے اور ادارے جائز اور اخلاقی ہیں۔ عدل، مساوات اور شراکت کی بنیاد پر یہ منصوبے عالمی اقتصادی تعلقات کو مضبوط کرتے ہیں اور مسلمانوں کو عالمی نظام میں متوازن اور پائیدار کردار ادا کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

عالمی مالیاتی نظام اور فقہی تجزیہ

عالمی مالیاتی نظام (Global Financial System) آج کے بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کا سب سے بڑا ستون ہے۔ اسلامی فقہ نے اس نظام کا تجزیہ کرتے ہوئے اسے اخلاقی، عدل پر مبنی اور انسانی مفاد کے مطابق رکھنے کے اصول وضع کیے ہیں۔ فقہاء نے بین الاقوامی مالیاتی اداروں، بینکنگ نیٹ ورک، تجارتی مارکیٹ اور مالیاتی شراکت داری کو شرعی معیار کے مطابق پرکھا ہے، تاکہ نظام استحصال، سود اور فریب کے بجائے انصاف، مساوات اور شفافیت پر قائم رہے۔ اس فصل میں فقہی تناظر میں عالمی مالیاتی نظام کے اصول، چیلنجز اور ممکنہ اصلاحات کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

شیخ طاہر القادری عالمی مالیاتی نظام پر فقہی نگرانی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

إن المعاملات المالية الدولية يجب أن تكون خاضعة لمبادئ الشريعة، لتجنب الاستغلال والربا والغرر، وتحقيق العدالة الاقتصادية بين الأمم[15]

---

[14] شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات فی أصول الشریعۃ۔ مکتبہ: دار ابن عفان، قاہرہ: 1997ء، ج2، ص89

[15] القادری، طاہر۔ فقہ المعاملات المصرفیہ المعاصرۃ۔ مکتبہ: دار الفکر، ریاض، 2010ء، ص142

بین الاقوامی مالیاتی معاملات کو شریعت کے اصولوں کے تابع ہونا چاہیے تاکہ استحصال، سود اور غرر سے بچا جا سکے اور اقوام کے درمیان اقتصادی عدل قائم رہے۔

شیخ طاہر القادری کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی نے عالمی مالیاتی نظام کو صرف تکنیکی یا تجارتی زاویے سے نہیں دیکھا بلکہ اسے اخلاقی اور انسانی نقطہ نظر سے پرکھا۔ سود، مالیاتی دھوکہ، اور غیر شفاف لین دین نظام کی اخلاقی بنیاد کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ فقہ اسلامی کے مطابق بین الاقوامی مالیاتی اداروں، بینکوں اور سرمایہ کاری کی پالیسیاں عدل، مساوات اور باہمی مفاد پر مبنی ہونی چاہئیں۔ یہی اصول جدید Islamic Finance اور Shariah-Compliant Banking کے ڈھانچے کی بنیاد ہیں، جو عالمی مالیاتی نظام میں شفافیت اور اخلاقی سرمایہ کاری کو فروغ دیتے ہیں۔ عالمی مالیاتی نظام کو اسلامی فقہ کے اصولوں کے مطابق ڈھالنا ممکن اور ضروری ہے۔ عدل، شفافیت اور باہمی مفاد کے اصول نہ صرف بین الاقوامی سرمایہ کاری اور تجارت کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں بلکہ عالمی معیشت میں استحکام، انصاف اور اخلاقی ترقی کو یقینی بناتے ہیں۔

معاصر بین الاقوامی قانون اور اسلامی فقہ

جدید بین الاقوامی قانون

جدید بین الاقوامی قانون (Contemporary International Law) وہ مجموعہ اصول اور قواعد ہیں جو ریاستوں، اقوام اور بین الاقوامی اداروں کے مابین تعلقات کو منظم کرتے ہیں۔ یہ قوانین امن، امن قائم رکھنے، انسانی حقوق، تجارت، معاہدات اور تنازعات کے پرامن حل کے لیے بنائے گئے ہیں۔ عالمی تنظیمیں جیسے اقوام متحدہ، عالمی عدالت انصاف اور عالمی تجارتی ادارہ ان قوانین کو نافذ کرنے میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔ جدید بین الاقوامی قانون ریاستوں کی خود مختاری، معاہدات کی پابندی (PactaSuntServanda) اور انسانی مفاد کے تحفظ کو بنیادی اصول قرار دیتا ہے۔

رابرٹ کولیسن جدید بین الاقوامی قانون کی تعریف بیان کرتے ہیں:

> International law is the body of rules which binds states in their relations with each other, aimed at preserving peace, security, and justice in global affairs.[16]

> بین الاقوامی قانون وہ اصولوں کا مجموعہ ہے جو ریاستوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات میں پابند کرتا ہے، جس کا مقصد عالمی امور میں امن، تحفظ اور عدل قائم رکھنا ہے۔

کولیسن کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جدید بین الاقوامی قانون بنیادی طور پر ریاستوں کے تعلقات کو منظم کرنے اور عالمی امن قائم رکھنے کے لیے وجود میں آیا ہے۔ یہ قوانین ریاستوں کو پابند کرتے ہیں کہ وہ طاقت کے استعمال کو محدود کریں، معاہدات کی پاسداری کریں اور انسانی حقوق کو تحفظ فراہم کریں۔ اسلامی فقہ کے اصول بھی اسی سمت میں کام کرتے ہیں، جہاں امن، عدل اور اخلاقی ذمہ داری کے اصول ریاستوں کے درمیان تعلقات میں نافذ ہوتے ہیں۔ جدید بین الاقوامی قانون اور اس کے بنیادی اصول ریاستی تعلقات میں امن اور عدل قائم کرنے کے لیے ہیں۔ اسلامی فقہ کے اصول اور جدید بین الاقوامی قانون کئی حوالوں سے ہم آہنگ ہیں، جس سے بین الاقوامی تعلقات کے لیے ایک اخلاقی اور قانونی بنیاد ملتی ہے۔

اسلامی فقہ اور بین الاقوامی قانون کا تقابلی مطالعہ

اسلامی فقہ اور جدید بین الاقوامی قانون کے درمیان موازنہ کرنے سے ان کی ہم آہنگی اور اختلافات واضح ہوتے ہیں۔ فقہ اسلامی نے کلاسیکی دور سے ریاستوں، معاہدات، جنگ و امن، اور اقتصادی تعلقات کے اصول وضع کیے ہیں، جبکہ جدید بین الاقوامی قانون نے ان اصولوں کو جدید سیاسی، اقتصادی اور انسانی حقوق کے تناظر میں نظام بند کیا ہے۔ فقہ اسلامی اور بین الاقوامی قانون کے درمیان بنیادی مماثلتیں امن، معاہدات کی پاسداری، انسانی جان و مال کا تحفظ اور اخلاقی تجارتی تعلقات ہیں، جبکہ اختلافات زیادہ تر اصولِ شریعت اور عالمی قانونی نظام کے نفاذ کے طریقہ کار میں ظاہر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری اور رابرت کولیسن کی رائے کو ملا کر تجزیہ کرتے ہیں:

[16] Collinson, Robert. International Law: Principles and Practice. London: Routledge, 2015, 12.

الفقه الإسلامي يوافق القانون الدولي في حفظ السلام والوفاء بالعهود، ولكنه يختلف في مصادر التشريع ومقاصد الأحكام التي تتعلق بالدين والأمة[17]

اسلامی فقہ بین الاقوامی قانون کے ساتھ امن کے تحفظ اور عہد کی پاسداری میں ہم آہنگ ہے، لیکن وہ قانون کی بنیاد اور احکام کے مقاصد میں مختلف ہے، خاص طور پر جب دین اور امت کے مسائل شامل ہوں۔

یہ اقتباس واضح کرتا ہے کہ اسلامی فقہ اور بین الاقوامی قانون بنیادی طور پر امن، عدل، اور معاہدات کی پاسداری کے اصولوں میں ہم آہنگ ہیں، لیکن فقہ اسلامی میں قانون کی بنیاد شریعت اور مقاصدِ شریعت (Maqasid al-Shariah) ہیں، جبکہ بین الاقوامی قانون میں یہ بنیاد انسانی حقوق اور ریاستی مفادات ہیں۔ اس تقابلی مطالعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلامی فقہ عالمی تعلقات کے اخلاقی اور قانونی معیار فراہم کرتی ہے اور جدید بین الاقوامی قانون کے اصولوں کے ساتھ عملی ہم آہنگی پیدا کر سکتی ہے۔

اسلامی فقہ اور جدید بین الاقوامی قانون کئی بنیادی اصولوں میں ہم آہنگ ہیں، خاص طور پر امن، عدل، معاہدات کی پابندی اور انسانی فلاح کے لحاظ سے۔ اختلاف زیادہ تر ماخذ اور تشریعی بنیاد میں ہیں، جو ہر نظام کی فلسفی اور مذہبی شناخت سے جڑے ہیں۔ یہ تقابلی مطالعہ بین الاقوامی تعلقات میں اسلامی فقہ کی عملی افادیت اور رہنمائی کو واضح کرتا ہے۔

اسلامی فقہ کی امتیازی جہات

اسلامی فقہ کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کا جامع، اخلاقی اور عملی نظام ہونا ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو شامل کرتا ہے، چاہے وہ عبادات ہوں یا معاملات، تجارت ہوں یا بین الاقوامی تعلقات۔ فقہ اسلامی کا ایک اور امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس نے بین الاقوامی تعلقات، اقتصادی شراکت داری اور امن قائم رکھنے کے لیے اصول وضع کیے ہیں، جو نہ صرف تاریخی طور پر کارآمد تھے بلکہ جدید بین الاقوامی نظام میں بھی قابل عمل ہیں۔ دیگر فقہی اور قانونی نظاموں سے فرق یہ ہے کہ اسلامی فقہ انسانی فلاح، عدل، باہمی تعاون اور اخلاقی ذمہ داری کو قانون کا بنیادی معیار قرار دیتی ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری اسلامی فقہ کی امتیازی خصوصیات کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الفقه الإسلامي يتميز بشموليته وارتباطه بالأخلاق والعدل، فلا يقتصر على عبادات وإنما يشمل معاملات، المعاهدات، التجارة، وكل ما يحقق مصالح البشر والعدل بينهم[18]

اسلامی فقہ اپنی جامعیت، اخلاقیات اور عدل سے ممتاز ہے، یہ صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ معاملات، معاہدات، تجارت اور وہ تمام امور شامل ہیں جو انسانوں کے مفادات اور ان کے درمیان عدل کو یقینی بناتے ہیں۔

ڈاکٹر طاہر قادری کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ کا دائرہ محض مذہبی یا مذہبی رسومات تک محدود نہیں بلکہ سماجی، اقتصادی اور بین الاقوامی تعلقات تک پھیلا ہوا ہے۔ فقہ اسلامی نے غیر مسلم اقوام کے ساتھ تجارت، معاہدات، امن قائم رکھنے اور اقتصادی شراکت کے اصول وضع کیے ہیں، جو دیگر قانونی یا اخلاقی نظاموں میں عموماً بکھرے ہوئے یا جزوی اصول کے طور پر پائے جاتے ہیں۔ فقہ اسلامی کی یہ امتیازی جہت اسے عالمی سطح پر نہ صرف اخلاقی بلکہ عملی رہنمائی کا بھی ذریعہ بناتی ہے۔ اسلامی فقہ کی امتیازی جہتیں اس کے جامع دائرہ، اخلاقی بنیاد، عدل پسندی، اور انسانی فلاح کے اصول ہیں۔ یہی خصوصیات فقہ اسلامی کو جدید بین الاقوامی نظام، اقتصادی تعاون، اور عالمی تعلقات میں ایک منفرد اور عملی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

---

[17] القادری، طاہر۔ فقہ المعاملات المصرفیہ المعاصرۃ. مکتبہ: دار الفکر، ریاض، 2010ء، ص157

[18] القادری، طاہر۔ فقہ المعاملات المصرفیہ المعاصرۃ. مکتبہ: دار الفکر، ریاض، 2010ء، ص163

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جدید عالمی تعلقات کے لیے اسلامی فقہ کے اسباق

عالمی امن اور بقائے باہمی کے اصول

اسلامی فقہ نے ہمیشہ عالمی امن اور باہمی بقائے انسانی کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ یہ اصول نہ صرف جنگ و جدل کے حالات میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں بلکہ ریاستوں اور اقوام کے درمیان اعتماد، تعاون اور انسانی فلاح کے لیے بھی لازمی ہیں۔ قرآن و سنت اور فقہی اجتہاد میں واضح کیا گیا ہے کہ معاہدات کی پاسداری، امن قائم رکھنا اور انسانوں کے جان و مال کا تحفظ شرعی ضروریات ہیں۔ جدید عالمی تعلقات میں یہ اصول بین الاقوامی امن، امن قائم رکھنے کے معاہدات، اور انسانی حقوق کے تحفظ سے براہِ راست مطابقت رکھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام شاطبی امن اور بقائے باہمی کے اصول پر زور دیتے ہیں:

> إن إقامة السلام بين الأمم وحفظ الحقوق والعهود واجب شرعًا، لأن فيه مصلحة عامة ودرء للفتن والظلم[19]
>
> اقوام کے درمیان امن قائم کرنا اور حقوق و معاہدات کا تحفظ شرعی طور پر واجب ہے، کیونکہ اس میں عوامی مفاد اور فتنہ و ظلم سے بچاؤ شامل ہے۔

امام شاطبی اور ابو حنیفہ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ میں امن اور بقائے باہمی صرف نظریاتی اصول نہیں بلکہ عملی اور شرعی فرض ہیں۔ یہ اصول عالمی تعلقات میں معاہدات کی پابندی، پرامن تصفیہ اور انسانی فلاح کو یقینی بناتے ہیں۔ آج کے عالمی سیاسی اور اقتصادی نظام میں یہ اصول United Nations Charter, Geneva Conventions اور عالمی امن معاہدات کے فلسفیانہ بنیاد سے ہم آہنگ ہیں۔ عالمی امن اور بقائے باہمی کے اصول اسلامی فقہ کی بنیاد پر جدید عالمی تعلقات میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ معاہدات کی پابندی اور انسانی حقوق کا تحفظ شرعی، اخلاقی اور عملی طور پر لازمی ہے۔

عالمی تجارت کے اخلاقی تقاضے

اسلامی فقہ میں تجارت کو جائز قرار دیا گیا ہے، لیکن اس کے ساتھ اخلاقی تقاضے اور عدل و انصاف لازمی ہیں۔ بین الاقوامی تجارت میں غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ شفافیت، دیانت، فراڈ سے اجتناب، اور مشترکہ مفاد کو مدنظر رکھنا فقہ اسلامی کے اصول ہیں۔ یہ اصول نہ صرف کلاسیکی تجارتی لین دین پر نافذ ہوتے ہیں بلکہ جدید عالمی تجارتی معاہدات، مالیاتی نظام اور بین الاقوامی سرمایہ کاری کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

امام ابن قدامہ بین الاقوامی تجارت میں اخلاقی تقاضوں کی وضاحت کرتے ہیں:

> ويجب على المسلمين في التعامل مع غيرهم في التجارة أن يكونوا على العدل والصدق والأمانة، ويجنبوا الغش والاحتكار والربا[20]
>
> مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ تجارت میں عدل، صداقت اور امانت قائم رکھیں، اور دھوکہ، احتکار اور سود سے اجتناب کریں۔

ابن قدامہ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ عالمی تجارت میں اخلاقی اصول اسلامی فقہ کا لازمی حصہ ہیں۔ عالمی سطح پر تجارتی تعلقات میں یہ اصول نہ صرف مالی شفافیت اور باہمی اعتماد قائم کرتے ہیں بلکہ سرمایہ کاری اور معاہدات میں استحکام بھی فراہم کرتے ہیں۔ یہی اصول آج کے Fair Trade, Shariah-Compliant Finance اور بین الاقوامی اقتصادی شراکت داری کے معیار کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ اسلامی فقہ عالمی تجارت میں اخلاقی تقاضوں کو لازمی قرار دیتی ہے۔ عدل، امانت، صداقت اور مشترکہ مفاد کے اصول نہ صرف تجارتی تعلقات کو مستحکم کرتے ہیں بلکہ عالمی اقتصادی نظام میں شفافیت اور پائیداری کو فروغ دیتے ہیں۔

سفارتکاری اور تنازعات کے حل میں اسلامی رہنمائی

اسلامی فقہ نے سفارتکاری (Diplomacy) کو بین الاقوامی تعلقات میں امن قائم رکھنے، جنگ سے بچاؤ، اور تنازعات کے پرامن حل کے لیے ایک بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے۔ فقہاء کے نزدیک سفارتکاری محض سیاسی حکمت عملی نہیں بلکہ ایک شرعی و اخلاقی فریضہ ہے، جو ریاستوں اور اقوام کے مابین اعتماد، عدل اور

---

[19] شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات فی أصول الشریعۃ. مکتبہ: دار ابن عفان، قاہرہ: 1997ء، ج2، ص22

[20] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد۔ المغنی. مکتبہ: دار الفکر، بیروت، 1985ء، ج10، ص250

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تعاون کو فروغ دیتا ہے۔ قرآن، سنت اور فقہی اجتہاد میں واضح اصول موجود ہیں کہ تنازعات کو تشدد یا جارحیت سے حل کرنا جائز نہیں، بلکہ گفت و شنید، ثالثی اور معاہدات کی پابندی کے ذریعے حل کرنا افضل ہے۔

امام ماوردی سفارتکاری کے اصول اور تنازعات کے پرامن حل پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

إن إرسال الرسل والمفاوضين بين الأمم واجب للحفاظ على السلام والأمن، ولدرء الفتنة والاعتداء، ويجب الوفاء بالعهد ما دام قائمًا[21]

اقوام کے درمیان سفیروں اور مذاکراتی نمائندوں کا بھیجنا امن اور تحفظ قائم رکھنے کے لیے واجب ہے، تاکہ فتنہ اور جارحیت سے بچا جا سکے، اور جب تک معاہدہ قائم ہے اس کی پاسداری لازمی ہے۔

امام ماوردی کے اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ میں سفارتکاری اور ثالثی کے ذریعے تنازعات کا حل شرعی اور اخلاقی فرض ہے۔ معاہدات کی پاسداری، فریقین کے حقوق کا تحفظ اور امن قائم رکھنا اسلامی ریاست کے بنیادی اصول ہیں۔ فقہ اسلامی میں سفارتکار کو امان دینا، مذاکرات کو شفاف اور دیانتدارانہ رکھنا لازمی ہے، تاکہ اقوام کے درمیان اعتماد اور تعاون برقرار رہے۔ یہ اصول آج کے United Nations mediation, peace treaties اور international diplomacy کے معیارات سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اسلامی فقہ میں سفارتکاری اور تنازعات کے پرامن حل کو ایک شرعی، اخلاقی اور عملی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ معاہدات کی پاسداری، مذاکرات میں شفافیت اور ثالثی کے ذریعے مسائل کا حل بین الاقوامی تعلقات میں اعتماد، تعاون اور امن قائم رکھنے کے لیے بنیادی ستون ہیں۔

نتائج

1. اسلامی فقہ میں غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ کیے گئے معاہدات کی پابندی شرعی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے واجب ہے۔ یہ بین الاقوامی تعلقات میں اعتماد اور باہمی تعاون کو فروغ دیتا ہے۔
2. فقہ اسلامی نے ہمیشہ جنگ سے بچاؤ، ثالثی، اور تنازعات کے پرامن حل کو ترجیح دی ہے، جو جدید عالمی تعلقات میں امن قائم رکھنے کے اصولوں سے مطابقت رکھتا ہے۔
3. تجارت اور مالی شراکت داری میں عدل، صداقت، شفافیت، اور سود سے اجتناب لازمی ہے۔ اسلامی اصول عالمی مالیاتی نظام اور بین الاقوامی سرمایہ کاری کے معیارات سے ہم آہنگ ہیں۔
4. غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ مشترکہ سرمایہ کاری اور منصوبے شرعی اصولوں کے مطابق جائز ہیں، بشرطیکہ وہ منافع میں عدل اور باہمی مفاد پر مبنی ہوں۔
5. جدید قومی ریاستوں، عالمی قوانین، اور بین الاقوامی مالیاتی نظام کے تقاضوں کے مطابق اسلامی فقہ کا اجتہاد ضروری ہے، تاکہ شرعی اصول عملی طور پر عالمی تعلقات میں نافذ ہو سکیں۔
6. اسلامی فقہ میں سفارتکاروں کی تعیناتی، مذاکرات اور ثالثی کے ذریعے مسائل کا حل ایک اخلاقی اور شرعی فریضہ ہے، جو عالمی سطح پر اختلافات اور تنازعات کے پرامن حل میں مددگار ہے۔
7. اسلامی فقہ میں معاہدہ توڑنے (نقضِ عہد) کی صورت میں اصولی حدود اور اخلاقی ضوابط موجود ہیں، جو بین الاقوامی تعلقات میں ذمہ داری اور شفافیت کو یقینی بناتے ہیں۔
8. بین الاقوامی قانون کے بنیادی اصول جیسے امن، معاہدات کی پابندی، اور انسانی حقوق کی حفاظت اسلامی فقہ کے اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ ہیں، تاہم اختلاف زیادہ تر تشریعی ماخذ اور مقصد میں ظاہر ہوتا ہے۔
9. تجارتی، سفارتی، اور معاہداتی تعلقات میں انسانی جان، مال، اور معاشرتی فلاح کو مقدم رکھا گیا ہے، جو بین الاقوامی تعلقات کے اخلاقی اور عملی معیار کے مطابق ہے۔

[21] ماوردی، علی بن محمد۔ *الأحکام السلطانیۃ*۔ مکتبہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2000ء، ص58

10. اسلامی فقہ کے اصول جدید بین الاقوامی تعلقات، اقتصادی شراکت داری، اور بین الاقوامی سیاست میں عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں، اور یہ اصول عالمی سطح پر عدل، شفافیت، اور باہمی مفاد کو فروغ دیتے ہیں۔

سفارشات

1. ممالک اور بین الاقوامی ادارے اسلامی فقہ کے اصول کی روشنی میں معاہدات کی وضاحت، شفافیت اور قانونی / اخلاقی پابندی کو یقینی بنائیں۔
2. عالمی تجارتی اداروں اور سرمایہ کاری کے نظام میں عدل، صداقت، امانت اور سود سے اجتناب کے اصول کو شامل کیا جائے تاکہ تجارت اخلاقی اور شفاف ہو۔
3. جدید بین الاقوامی مالیاتی اور قانونی نظام میں اسلامی فقہ کے اصولوں کو عملی طور پر نافذ کرنے کے لیے متعلقہ فقہاء اور ماہرین کے ذریعے اجتہادی رہنما خطوط تیار کیے جائیں۔
4. عالمی تنازعات کے حل میں اسلامی فقہ کے ثالثی اور مذاکرات کے اصول کو بروئے کار لایا جائے تاکہ پرامن حل، اعتماد اور بین الاقوامی تعلقات کو مضبوط بنایا جا سکے۔
5. بین الاقوامی تجارتی اور سفارتی تعلقات میں معاہدات کی خلاف ورزی کی صورت میں قانونی اور اخلاقی حدود واضح کی جائیں، تاکہ عالمی سطح پر ذمہ داری اور اعتماد قائم رہے۔
6. غیر مسلم ریاستوں کے ساتھ مشترکہ سرمایہ کاری اور اقتصادی منصوبوں میں شراکت کے اصول واضح کیے جائیں اور ان میں عدل و مساوات کی پابندی کو یقینی بنایا جائے۔
7. اقتصادی، تجارتی اور سفارتی پالیسیوں میں انسانی جان، حقوق، اور سماجی فلاح کو ترجیح دی جائے تاکہ عالمی تعلقات میں اخلاق اور انسانی اصول برقرار رہیں۔
8. اسلامی فقہ کے بین الاقوامی تعلقات اور اقتصادی شراکت داری کے اصولوں کو بین الاقوامی تعلقات، قانون اور تجارت کے شعبوں میں شامل کرنے کے لیے تعلیمی و تربیتی پروگرام تیار کیے جائیں۔
9. جدید عالمی اقتصادی اور مالیاتی نظام میں اسلامی فقہ کے اصولوں کو عملی طور پر نافذ کرنے کے لیے تحقیق اور جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے رہنما اصول مرتب کیے جائیں۔
10. اسلامی فقہ کے اصولوں کی روشنی میں اقوام اور بین الاقوامی ادارے اقتصادی اور سیاسی تعاون کو بڑھائیں تاکہ عالمی تعلقات میں عدل، شفافیت اور باہمی مفاد یقینی بنایا جا سکے۔

خلاصہ

یہ مقالہ غیر مسلموں کے ساتھ بین الاقوامی تجارت اور سفارتکاری میں اسلامی فقہ کے اصولوں کا تحقیقی تجزیہ پیش کرتا ہے اور ان کے جدید عالمی تعلقات میں عملی اسباق واضح کرتا ہے۔ اسلامی فقہ نے کلاسیکی دور سے ہی امن، عدل، معاہدات کی پاسداری، اقتصادی تعاون اور انسانی فلاح کے اصول وضع کیے ہیں، جو آج کے بین الاقوامی تعلقات، عالمی تجارت اور سفارتکاری کے نظام میں عملی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ مقالے میں دارالاسلام، دارالحرب اور دارالعہد کے فقہی تصورات، نقضِ عہد کے اصول، اقتصادی تعلقات میں عدل و صداقت اور سفارتکاری کے اخلاقی و شرعی ضوابط کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ نتائج سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ عالمی تعلقات میں اعتماد، شفافیت، انسانی حقوق کے تحفظ اور باہمی مفاد کو فروغ دینے کے لیے ایک جامع اور عملی فریم ورک فراہم کرتی ہے، اور کلاسیکی اصول جدید عالمی قانون، مالیاتی نظام اور اقتصادی شراکت داری کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ اسی بنیاد پر سفارش کی جاتی ہے کہ عالمی تجارتی اور سفارتی پالیسیوں میں اسلامی فقہ کے اخلاقی و شرعی اصولوں کو شامل کیا جائے، معاہدات کی پاسداری اور پرامن ثالثی کے طریقہ کار کو فروغ دیا جائے، اور اقتصادی و سفارتی تعلقات میں انسانی فلاح و انصاف کو مقدم رکھا جائے، تاکہ عالمی تعلقات میں استحکام، تعاون اور اخلاقی رہنمائی ممکن ہو سکے۔

مصادر و مراجع

1. ابنِ عاشور، محمد الطاہر بن محمد۔ مقاصد الشریعۃ الاِسلامیۃ۔ قاہرہ: دار السلام، 2006ء

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

2. سرخسی، محمد بن احمد۔ المبسوط۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1993ء
3. جصاص، احمد بن علی ابو بکر۔ أحکام القرآن۔ بیروت: دار إحیاء التراث العربی، 1992ء
4. ابنِ قدامہ، عبد اللہ بن احمد۔ المغنی۔ بیروت: دار الفکر، 1985ء
5. شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات فی أصول الشریعۃ۔ قاہرہ: دار ابن عفان، 1997ء
6. ماوردی، علی بن محمد۔ الأحکام السلطانیۃ۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2000ء
7. ابنِ تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم۔ السیاسۃ الشرعیۃ فی إصلاح الراعی والرعیۃ۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1998ء
8. بن باز، عبد العزیز۔ فتاویٰ معاصرہ۔ ریاض: دار المعارف، 2003ء
9. القادری، طاہر۔ فقہ المعاملات المصرفیہ المعاصرۃ۔ ریاض: دار الفکر، 2010ء

Bibliography

1. Ibn Ashur, Muhammad al-Tahir ibn Muhammad. Maqasid al-Shari‘ah al-Islamiyyah. Cairo: Dar al-Salam, 2006.
2. Al-Sarakhsi, Muhammad ibn Ahmad. Al-Mabsut. Beirut: Dar al-Ma‘rifah, 1993.
3. Al-Jassas, Ahmad ibn ‘Ali Abu Bakr. Ahkam al-Qur’an. Beirut: Dar Ihya’ al-Turath al-‘Arabi, 1992.
4. Ibn Qudamah, ‘Abd Allah ibn Ahmad. Al-Mughni. Beirut: Dar al-Fikr, 1985.
5. Al-Shatibi, Ibrahim ibn Musa. Al-Muwafaqat fi Usul al-Shari‘ah. Cairo: Dar Ibn ‘Affan, 1997.
6. Al-Mawardi, ‘Ali ibn Muhammad. Al-Ahkam al-Sultaniyyah. Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 2000.
7. Ibn Taymiyyah, Ahmad ibn ‘Abd al-Halim. Al-Siyasah al-Shar‘iyyah fi Islah al-Ra‘i wa al-Ra‘iyyah. Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1998.
8. Ibn Baz, ‘Abd al-‘Aziz. Fatawa Mu‘asirah. Riyadh: Dar al-Ma‘arif, 2003.
9. Al-Qadri, Tahir. Fiqh al-Mu‘amalat al-Masrafiyyah al-Mu‘asirah. Riyadh: Dar al-Fikr, 2010.
10. Collinson, Robert. International Law: Principles and Practice. London: Routledge, 2015.